شرح سنن ابی داود (علامہ لیاقت علی رضوی) میں قرب قیامت کی پیشین گوئیوں کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of Prediction of Resurrection In Sharah Sunan Abu Dawood (Allama Liaqat Ali Rizvi)

Dr. Shazia
Assistant professor
Department of Islamic Studies GCWUF
Email: shazia.adnan81@gmail.com
Tayyaba Yousaf
M.Phil Scholar
Department of Islamic Studies GCWUF
Email: salmantayyaba139@gmail.com

Abstract
The establishment of the day of the resurrection is a reality and the exact knowledge of it with ALLAH. In the books of hadiths the narrators have narrated such hadiths which have been declared as sign of the hour. Such as, In sunan- ibe- dawood Imam abu dawood narrated the hadiths which belongs to the sign of the hour. Due to the importance of this book, Urdu sharahs of this book have been written. Out of which, Sharah sunan- ibe –dawood written by Allama Liaquat Ali Rizvi is a famous and comprehensive explanation. In this book, the author briefly explained the sign of hour in the light of narrated hadiths. In this paper we study these signs and observed their existence in the present era.
Keywords: Resurrection, Hadith, Sunan-ibe-dawood, Urdu sharah, Sharah Sunan-ibe-dawood, Allama Liaquat Ali Rizvi

مصنف کا تعارف:

لیاقت علی رضوی 8 اکتوبر 1983ء میں بہاولپور کے مشہور گاؤں چک سینتکا میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم اپنے قریب کے گاؤں بونگہ احسان بی بی کے پرائمری سکول سے حاصل کی۔ اساتذہ کی محنت اور شفقت کی بدولت پرائمری کلاس میں نمایاں نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد چھٹی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ ہائی سکول ماڑی میاں میں داخلہ لیا۔ اساتذہ کے مزاج کی وجہ سے بہت کم عرصہ یہاں تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید کی تعلیم کے لئے جامعہ نعیمیہ لاہور گئے مگر بیمار ہو گئے اور دو ہفتوں بعد واپس لوٹ آئے۔ تعلیمی سال ضائع ہونے کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا رہے۔ اس پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لئے جامعہ مہریہ چک نمبر 105/6R میں تعلیم کے حصول کے لئے چلے گئے۔

درس نظامی سال اول کی تعلیم کے بعد جامعہ نعیمیہ لاہور سے باقاعدہ طور پر درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔

دنیاوی تعلیم:

درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فاضل عربی لاہور بورڈ سے جبکہ جامعہ پنجاب سے گریجویشن اور ماسٹر (اسلامیات) کا امتحان اچھی پوزیشن سے پاس کیا۔

اساتذہ:

درس نظامی کی درج ذیل کتابیں پڑھیں:

1۔ نور الایضاح ڈاکٹر راغب حسین نعیمی سے

2۔ قرآن کا ترجمہ مولانا حکیم فاروقی صاحب سے

3۔ ہدایۃ النحو علامہ حافظ صابر صاحب سے

4۔ مراح الارواح ڈاکٹر سیلمان قادری سے

5۔ علم الصیغہ حاجی امداد اللہ نعیمی سے

6۔ اصول شاشی ڈاکٹر عارف حسین صاحب سے

7۔ قدوری مولانا محبوب احمد چشتی سے

8۔ ہدایہ اولین مجموعہ منطق غلام نصیر الدین نصیر چشتی سے

اس کے علاوہ درج ذیل کتابیں پڑھیں:

۱۔ نور الانوار
۲۔ شرح جامی
۳۔ سلم العلوم
۴۔ ہدایہ اخرین
۵۔ دروس البلاغہ

عملی زندگی:

2003ء میں سند فراغت کے بعد جامعہ نعیمیہ کی شاخ جامع شہابیہ اچھرہ میں تین سال تک درس نظامی کی متعلقہ کتب کا درس دیتے رہے۔ اس کے ایک سال تک جامعہ فاروقیہ اور جامعہ شیخ الاسلام سبزہ زار کالونی لاہور میں بھی منصب تدریس پر فائض رہے۔ اس وقت آپ جامعہ رضویہ عمر بلاک اقبال ٹاون میں منصب تدریس پر فائز ہیں۔

دینی و تصنیفی خدمات:

علامہ لیاقت رضوی دور حاضر کے عظیم شارح اور مصنف کتب کثیرہ ہیں۔ 2001ء میں رسالہ عقائد کے موضوع پر

"حسام الایمان" لکھا۔ اس طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح پر بھی رسالہ لکھا۔ ماہنامہ "نوائے انوار مدینہ "اور "نوائے وقت" میں مختلف مضامین سلسلہ وار شائع ہوتے رہے۔

اس کے علاوہ لیاقت رضوی نے 20 سے زائد کتب تصنیف کیں۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ تفسیر مصباحین اردو ترجمہ شرح تفسیر جلالین
۲۔ شرح ابو داؤد
۳۔ شرح فقہ اکبر
۴۔ بہار ایمان
۵۔ شرح نور الایضاح
۶۔ شرح قدوری مع مذاہب اربعہ
۷۔ قواعد فقہیہ
۸۔ شرح بخاری شریف
۹۔ شرح صحیفہ ہمام بن منبہ
۱۰۔ تذکرہ انبیاء وصالحین
۱۱۔ شرح سنن نسائی
۱۲۔ مصباح البلاغۃ اردو ترجمہ وشرح دروس البلاغۃ
۱۳۔ شرح سنن ابن ماجہ
۱۴۔ شرح ہدایۃ النحو شرح انتخاب حدیث
۱۵۔ شرح اصول شاشی

ان کی زیادہ تر کتب تراجم وشروح پر مشتمل ہیں۔[1]

علامہ لیاقت رضوی کی تحریروں سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت کم عمر میں ملت اسلامیہ کی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

شرح کا تعارف:

لیاقت علی رضوی نے جب قلم اٹھایا تو حدیث کی آگہی ہر سو تھی۔ سنن ابی داؤد کی اہمیت کے پیش نظر ایک مفصل اردو شرح کی ضرورت وقت کا اہم تقاضا تھا۔ سنن ابی داؤد کی شرح کل 8 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اور اس کے مترجم ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر ہیں۔

اشاعت:

شرح سنن ابی داؤد کی اشاعت کے فرائض شبیر برادرز اردو بازار لاہور نے ادا کئے ہیں۔ جو کہ ملک شبیر حسین کی زیر نگرانی اپنی خدمات انجام دیتا ہے

منہج واسلوب:

مولف نے بیانیہ اسلوب اختیار کیا ہے اور سادہ اور آسان زبان کا استعمال کیا ہے تا کہ بات قاری کی سمجھ میں آسانی سے آجائے۔ احادیث کی وضاحت کے لیے قرآنی آیات، احادیث، تعامل صحابہ کرام، علماء کرام، آئمہ اربعہ مجتہدین

کی رائے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

فقہی اسلوب:

لیاقت علی رضوی نے احادیث کی تشریح کے لیے صحابہ کرام، آئمہ اربعہ مجتہدین اور فقہاء کرام کے اقوال کو درج کرتے ہوئے فقہی اسلوب اختیار کیا ہے۔

تخریج احادیث:

لیاقت علی رضوی نے حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے حدیث کے ساتھ حاشیے کی صورت میں تحریر کیا گیا ہے کہ یہ حدیث فلاں فلاں حدیث کی بنیادی کتب میں موجود ہیں۔ جن احادیث میں تعارض موجود ہے وہاں پر علمائے کرام کی توجیہات کی روشنی میں بہترین حل پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہر حدیث کا نمبر بھی لکھا گیا ہے۔ یہ شرح محققانہ اور فاضلانہ ابحاث پر مشتمل ہے۔

حوالہ دینے کا طریقہ:

لیاقت علی رضوی نے اپنی شرح میں حوالہ دیتے ہوئے عصر جدید کے تقاضوں کو مد نظر نہیں رکھا۔ اور کتاب کا نام اور حدیث نمبر ہی لکھا گیا ہے لیاقت علی رضوی نے اپنی شرح میں کچھ احادیث کی شرح بالکل بیان نہیں کی۔ صرف ترجمہ کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اور جن احادیث کی شرح قائم کی ہے۔ اس میں سے بعض احادیث کی شرح میں اپنا موقف بیان کیا ہے۔ اور بعض کی شرح میں اپنا موقف بیان نہیں کیا۔

عنوان کا مفہوم:

اس شرح کا امتیازی وصف یہ ہے کہ شارح نے عنوان کے شروع میں اس کے لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کیے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کے مترادفات بھی بیان کیے ہیں۔ اور عنوان سے متعلق کتاب وحدیث کی روشنی میں بحث کی ہے۔

قیامت:

لغوی مفہوم:

قیامت عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مادہ (ق۔و۔م) ہے اور یہ موت کے بعد اٹھنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

"روز قیامت سے مراد وہ دن ہے جس دن مخلوق اپنے زندہ وجاوید رب کے سامنے کھڑی ہو گی۔"(2)

اصطلاحی مفہوم:

"قیامت کے معنی انسان کے یک بار گی کھڑا ہونے کے ہیں اور قیامت کے یکبار گی وقوع پذیر ہونے پر تنبیہہ کرنے کے لیے لفظ قیام کے آخر میں تاء کا اضافہ کیا گیا ہے۔"(3)

روز قیامت کے نام:

قرآن مجید میں قیامت کا تذکرہ مختلف ناموں سے کیا گیا ہے جو کہ اس کی مخصوص کیفیت اور حثیت پر دلالت کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

" اِذَا وَقَعَتِ الْوَ اقِعَةُ "(4)

ترجمہ: (جب قیامت واقع ہو جائے گی)

اس طرح سورۃ القارعۃ میں قیامت کا بیان اس طرح ہے۔

" اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ "(5)

ترجمہ: (کھڑ کھڑا دینے والی کیا ہے وہ کھڑ کھڑا دینے والی تجھے کیا معلوم وہ کھڑ کھڑا دینے والی کیا ہے)

اس طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

" فَاِذَا جَاءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى "(6)

ترجمہ: (پس جب وہ بڑی آفت (قیامت) آجائے گی)

اسی طرح سورۃ الحاقۃ میں قیامت کا تذکرہ یوں ہے۔

" اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاقَّةُ "(7)

ترجمہ: (ثابت ہونے والی ثابت ہونے والی کیا ہے؟ اور تجھے کیا معلوم وہ ثابت شدہ کیا ہے)

آثار قیامت:

قرآن مجید کی روشنی میں:

قیامت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰٓي اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا "(8)

ترجمہ (اور وہ کہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ فرما دیجئے کہ عجب نہیں کہ قریب ہی آ لگی ہو)۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَاقُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ"(9)

ترجمہ: (آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اس کی خبر میرے رب کے پاس ہے)

احادیث کی روشنی میں:

آپ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو بے شمار احادیث اس کے وقوع پر دلالت کرتی ہیں۔

"بعثت انا والساعة كهاتين"[10]

ترجمہ (میں اور قیامت دونوں ایسے نزدیک ہیں جیسے یہ (کلمہ اور بیچ کی انگلیاں قریب ہیں)

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت قرب قیامت کی علامات میں سے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ہم آخری امت ہیں اور قیامت کا ظہور امت محمدیہ پر ہو گا

اسی طرح حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔

"عن عائشه رضی الله عنها قالت:كان الاعراب اذا قدمو على رسول الله ﷺ سئالوه عن الساعة : متى الساعة ؟ فنظر الى احدث انسان منهم فقال: ان يعش هذا لم يدركه الهرم، قامت عليكم ساعتكم"[11]

ترجمہ :(وہ فرماتی ہیں کہ جب اعراب (دیہاتی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تو وہ آپ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے کہ قیامت کب ہو گی ؟اس موقع پر آپ ﷺ نے سب سے نو عمر کی طرف دیکھ کر فرمایا: اگر یہ زندہ رہا تو اس پر بڑھاپا طاری ہونے سے پہلے تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی۔)

قیامت کی نشانیاں اور ان کی اقسام:

چھوٹی نشانیاں (علامات صغری):

یہ وہ نشانیاں ہیں جو قیامت سے پہلے مختلف زمانوں میں رونما ہوں گی اور عادی قسم کی ہوں گی۔ مثلا علم کا قبض ہو جاتا اور جہالت کا دور دورہ ہونا، شراب نوشی، عمارتوں کے سلسلے میں فخر و مباہات اور اس طرح کی دیگر علامتیں۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض علامتیں بڑی علامتوں کے ساتھ ظاہر ہوں یا ان کا ظہور بعد میں ہو۔

بڑی نشانیاں (علامات کبری):

یہ دو بڑے امور ہیں جو کہ قیامت کے بالکل قریب ظاہر ہوں گے اور غیر عادی قسم کے ہوں گے جیسے دجال کا ظہور حضرت عیسی کا ظہور، یاجوج وماجوج کا خروج اور سورج کا مغرب سے نکلنا جبکہ ظہور کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو علامہ برزنجی نے اپنی کتاب "اشراط الساعۃ" میں ان علامتوں کو تین اقسام میں منقسم کیا ہے:

۱۔ وہ بڑی نشانیاں جو کہ ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں۔

۲۔ وہ درمیانی نشانیاں جو ظاہر ہو کر مسلسل (لگاتار) جاری ہیں۔

۳۔ وہ بڑی نشانیاں جو بالکل قیامت کے قریب ہوں گی۔

قیامت کی بڑی نشانیاں یوں ظاہر ہوں گی جس طرح ہار کی لڑی کا دھاگا ٹوٹ جائے تو موتی یکے بعد دیگرے بکھر جاتے ہیں۔اس طرح ہی یہ علامات پوری ہوں گی اور ان کے پورے ہوتے ہی قیامت واقع ہو جائے گی۔

قرآنی آیات اور احادیث میں قیامت کا وقوع پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کی بے شمار احادیث قرب قیامت کی علامات سے متعلقہ ہیں۔اور ان نشانیوں کا ظاہر ہونا اس کے قرب پر دلالت کرتا ہے۔احادیث کی کتابوں میں محدثین نے ان نشانیوں سے متعلق باقاعدہ ابواب قائم کیے ہیں۔اسی طرح سنن ابی داود میں بھی ان نشانیوں سے متعلق تین باب موجود ہیں۔اس کتاب کی اردو شرح سنن ابی داود جو کہ لیاقت علی رضوی کی تحریر ہے۔اس میں ان نشانیوں سے متعلق تفصیلا بحث موجود ہے۔

لیاقت علی رضوی نے اپنی اس شرح میں جن احادیث کی شرح قائم کی ہے ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

نبوت کے جھوٹے دعویدار:

جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والوں کی کثرت بھی قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

"عن ثوبان، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله زوى لى الارض ..... وانه سيكون فى أمتى كذابون ثلاثون، كلهم يزعم انه نبى و انا خاتم النبيين....."(12)

شرح:

لیاقت علی رضوی نے اس حدیث کی شرح یوں بیان کی ہے۔

"کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے زمین کو لپیٹ کر دکھایا، یعنی اس کا مشرق و مغرب، کہ آپ ﷺ کی امت کی حکومت اس مقام تک رہے گی، اور آپ نے اپنی امت کو سرخ و سفید لباس دینے کی بشارت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے تین دعائیں فرمائیں، یہ کہ اسے عام قحط سالی سے تباہ نہ کر دیا جائے، اور ان پر کوئی مکمل دشمن مسلط نہ ہو، کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ اور یہ کہ وہ ان کی امت گمراہ لیڈروں سے ہوشیار رہے۔ اور جب میری امت پر تلوار چل پڑے گی تو قیامت تک نہیں رکے گی اور قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں اور کچھ قبیلے بتوں کو پوجیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا۔ حالانکہ میں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم (فیصلہ) آجائے گا۔"

لیاقت علی رضوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخری الزمان ہونے سے متعلق 48 احادیث کا بیان اپنی اس شرح میں کیا ہے۔

قرآنی آیات بھی آپ ﷺ کے نبی آخری الزمان ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"[13]

ترجمہ: (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں)

رسالت و نبوت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا۔ اگر اس کے بعد کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے تو وہ کافر اور مرتد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی بہت سے لوگوں نے رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ ان میں مسیلمہ کذاب، طلیحہ خویلد اور اسود عنسی شامل ہیں۔ موجودہ دور میں احمد قادیانی بھی نبوت کے جھوٹے دعویداروں ہیں۔

حاصل یہ کہ قیامت سے پہلے تقریباً 30 جھوٹے نبوت کے دعویدار آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیامت کی پہلی نشانی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخری الزمان ہیں۔

اُپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثت أنا واساعة كهاتين قال: وضم السبابة والوسطى"[14]

ترجمہ: (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اور قیامت کو ان دونوں کی طرح بھیجا گیا ہے، فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کو آپس میں ملا دیا)

ہرج کیا ہے:

قیامت کی اس علامت کا تذکرہ کچھ اس طرح کیا گیا ہے

"ان ابا ہریرۃ رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلميتقارب الزمان وينقص العلم، وتظهر الفتن، ويلقى الشح، ويكثر الهرج، قيل يا رسول اية هو؟ قال: القتل القتل"[15]

ترجمہ: (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمانہ سمٹ جائے گا، علم کم ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے، بخل پھیل جائے گا اور "ہرج" زیادہ ہو جائے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! اس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قتل، قتل)

شرح:

ایک زمانے کا دوسرے سے قرب کا مطلب ہے کہ زمانہ والوں کا برائی اور گمراہی کے تعلق سے ایک دوسرے سے قریب ہونا یعنی اس زمانہ میں جو گنہگار اور بدکار لوگ ہوں گے بدی و برائی کے اعتبار سے زمانے کے اجزاء ایک دوسرے کے قریب اور مشابہ ہوں گے یعنی ایسا زمانہ جس میں حکومتیں دیرپا نہیں ہوں گی اور مختلف عوامل اور انقلابات حکومتوں کو بدلتے رہیں گے۔ یا اس سے مراد لوگوں کی عمروں میں کمی ہے۔

یا پھر آخر زمانہ میں گناہوں کی کثرت کی وجہ سے لوگ دین اور شریعت کے تقاضوں اور آخرت سے بے پرواہ ہو کر عیش و عشرت میں پڑ جائیں گے۔ تو زمانے سے برکت نکل جائے گی اور اس کے شب و روز کی گردش اتنی تیز ہو جائے گی کہ دن و رات کی مدت مختصر ہو جائے گی۔ [16]

"بخل ڈالا جائے گا" کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں بخل کی خصلت آخری زمانہ میں نہایت پختہ ہو گی۔ اور یہ بخل عام وبا کی طرح ہر طرف پھیل جائے گا۔ اور لوگ اس حد تک تابع ہو جائیں گے کہ صنعت و حرفت والے اپنی صنعتی مصنوعات کو بنانے میں بخل کریں اور مالی تجارت والے اور لین دین والے اپنے مال کی ذخیرہ اندوزی کریں گے یہاں تک کہ اشیائے ضرورت کی فراہمی میں بھی انکار کریں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اصل بخل مراد نہیں کیونکہ اصل بخل تو انسانی فطرت میں ہوتا ہے اور یہ بات اعتماد سے نہیں کہی جاسکتی کہ پہلے زمانے کے لوگوں میں سرے سے بخل نہیں اور ہرج کے معنی ہیں فتنہ اور خرابی میں مبتلا ہونا۔ اگر ہرج انا س کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ فتنے میں مبتلا ہو گئے اور قتل و اختلاط یعنی خونریزی اور اور گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اچھے برے کی تمیز نہ کر سکیں گے اور آفت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ [17]

اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے تو یہ تمام علامات جو کہ قرب قیامت کا پتہ دیتی ہیں۔ موجودہ زمانہ ان کا شاہد ہے۔ وقت میں بے برکتی کی شکایت تو ہر خاص و عام کے منہ پر ہے۔ باہمی انتشار اور خون ریزی دنیا اس طرح ان فتنوں میں جھنجوڑی ہوئی ہے کہ کسی شخص کا بھی ان سے بچنا مشکل لگتا ہے۔ اس پر فتن دور میں تو رجوع الٰہی اور گوشہ نشینی ان فتنوں سے دور رہنے کا بہترین حل ہے۔

زبان درازی:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ستكون فتنة صماءبكماء، عمياء من اشرف لها استشرفت له و اشراف اللسان فيها كوقوع السيف" [18]

شرح:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک ایسا فتنہ آئے گا جو بہرہ گونگا اور اندھا ہو گا۔ جو شخص اس کی طرف مائل ہو گا یہ اسے اپنی طرف کھینچے گا۔ اس میں زبان چلانا یوں ہو گا جیسے تلوار چلانا فتنہ کو گونگا اور بہرہ کہنا اس اعتبار سے ہے کہ یہ اس قدر ہیبت ناک ہو گا کہ لوگ حیرانی میں مبتلا ہو جائیں گے اور کوئی ایسی راہ نظر نہیں آئے گی۔ جس کے ذریعے اس فتنہ سے چھٹکارا ممکن ہو سکے۔ یا پھر لوگ حق و باطل اور نیکی و بدی میں تمیز نہیں کر سکیں گے۔ وعظ و نصیحت کو سننا اور اس پر عمل کرنا گوارہ نہیں کریں گے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی باتوں پر توجہ نہیں دیں گے کسی شخص کا اس فتنہ سے دور رہنا اور اس کے بڑے اثرات کے چنگل سے فرار حاصل کرنا ممکن نہیں ہو گا جو شخص اس فتنہ سے بے تعلق رہا فلاح یاب ہو گا۔"[19]

زبان درازی تلوار بازی کی طرح ہوتی ہے۔ اس وقت لوگوں میں ہٹ دھرمی تعصب وعداوت ابہت زیادہ ہو گی اور وہ کسی کی زبان سے کوئی حق بات سننا بھی برداشت نہیں کریں گے۔ جو ان کی مرضی اور منشا کے مطابق نہ ہو۔ لہذا اس فتنہ میں حق بات زبان کرنے والا گویا اپنی موت کو دعوت دے گا۔ اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ بعض اوقات زبان سے نکلا ہوا لفظ اپنی تاثیر کے اعتبار سے تلوار کی دھار سے بھی زیادہ سخت وار کرتا ہے۔[20]

قسطنطنیہ کی فتح:

قسطنطنیہ کی فتح قیامت کے قرب کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔

"عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عمران بيت المقدس خراب يثرب، و خراب يثرب خروج الملحة، وخروج الملحمة فتح قسطنطنية ...يعنى معاذ بن جبل"[21]

ترجمہ: (حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا یثرب کی آبادی ختم ہونے کا سبب بنے گا اور یثرب کی آبادی ختم ہونے کے نتیجے میں جنگ شروع ہو گی، قسطنطنیہ فتح ہو گا تو دجال نکلے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس شخص کے زانوں پر مارایا شاید اس کے کندھے پر مارا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس طرح ہو گا جس طرح تم یہاں ہو۔ اس سے مراد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔)

شرح:

اس حدیث کی شرح لیاقت علی رضوی نے اس طرح کی ہے:

"بیت المقدس کی مکمل آباد کاری کو مدینہ منورہ کی تباہی کی وجہ اس بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اس پر قابض ہو جائیں گے۔ مدینہ منورہ کی تباہی کا منصوبہ بنائیں گے۔ جس کی وجہ سے مدینہ کے تمام لوگ اسلام کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے اس شہر سے نکلیں گے۔" (22)

حدیث میں بیان کی گئی ہر علامت اپنی بعد والی علامت کے لیے ایک نشانی کے طور پر ہے۔ مثال کے طور پر اس حدیث میں قسطنطنیہ کی فتح کو خروج دجال کی علامت قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کا خروج آیا کہ فوراً ہی ہو گا۔ یا کتنی مدت بعد ہو گا۔ اس کا حقیقی علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

حبشیوں اور ترکوں سے قتال:

علامات قیامت کے بیان میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن ابی سکینة ارجل من المحزرین، عن رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: دعوا الحبشه ودعوکم، و اترکوا الترك ما ترکوکم" (23)

ترجمہ: (ابو سکینہ ایک صحابی کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کہ حبشیوں کو اس وقت تک ان کے حال پر رہنے دو جب تک وہ تمھارے درپے نہیں ہوتے۔ اور ترکوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو۔ جب تک انہوں نے تمھیں چھوڑا ہوا ہے)

شرح:

لیاقت علی رضوی اس حدیث کی شرح کا آغاز اس سوال سے کیا ہے:

کہ قرآن تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ:

" وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً (24)

ترجمہ: (یعنی مشرکین سے قتال کرو جہاں تک ہو سکے)

پس جب اس حکم میں عموم ہے تو حبشیوں اور ترکوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں فرمایا ہے کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دوا

پھر اس کا جواب یوں تحریر کیا ہے:

کہ حبشہ اور ترک کا معاملہ اس آیت کے عمومی حکم سے خارج اور مخصوص استثنائی نوعیت رکھتا ہے۔ اگر جغرافیائی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ دونوں ممالک اس زمانے میں اسلامی طاقت سے بہت دور تھے۔ اور اسلامی چھانیوں اور ان ملکوں کے درمیان دشت و بیابان کا ایک ایسا طویل اور دشوار گذار سلسلہ تھا جس کو عبور کرنا ممکن

نہیں تھا۔ لہذا اسی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ممالک کے خلاف کوئی بھی اقدامی کاروائی سے منع فرمایا تھا۔ جب تک کہ وہ خود نہ پہل کر ہں۔ لیکن اگر وہ جارحیت کا مظاہرہ کریں تو ان سے لڑنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ یہ اس وقت کا زمانہ تھا جب مسلمانوں کے پاس اتنے ذرائع نہ تھے۔

حدیث کے آخری حصے میں جس بات کی طرف اشارہ ہے اس کا تعلق قرب قیامت سے ہے جب اہل حبشہ کو غلبہ حاصل ہو گا اور ان کا بادشاہ اپنا لشکر لے کر مکہ کو ڈھادے گا اور اس کا خزانہ جو کہ اس کے نیچے مدفون ہے نکال لے گا۔ حبشی سے مراد یا تو حبشہ کا بادشاہ ہے یا پھر لشکر کیونکہ حبشیوں کے ذریعے کعبۃ اللہ کی تخریب و تباہی کا یہ واقعہ قیامت کے قریب پیش آئے گا۔

جب زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ ہو گا۔ اور جب قیامت آہی جائے گی تو پھر اور کیا چیز باقی رہ جائے گی۔[25]

حبشیوں کا کعبۃ اللہ کو ڈھانا قیامت کا انتہائی قرب ہو گا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تعرض کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لیاقت علی رضوی نے شرح الحدیث میں (وحرما ' منا) پر مدلل بحث کی ہے۔

قیامت کی دس بڑی نشانیاں:

قیامت کی علامات کبری کا بیان اس حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"عن حذیفه بن اسید الغفاری قال : کنا قعودانتحدث فی ظل غرفة لرسول الله صلى الله عليه وسلم فذ کرنا الساعة .... الی المحشر"[26]

ترجمہ: (حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالا خانہ کے سائے میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے۔ ہم نے قیامت کا تذکرہ کیا تو ہماری آوازیں بلند ہو گئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی۔ جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں نمودار نہ ہو جائیں۔ سورج کا مغرب سے نکلنا، جانور کا ظہور، یاجوج ماجوج کا خروج، دجال، حضرت عیسیٰ بن مریم، دھواں اور تین مرتبہ دھنسنا ایک دھنسنا مغرب میں، ایک مشرق میں اور ایک جزیرہ عرب میں ہو گا اور آخر میں یمن سے، عدن کے ایک گڑھے سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر میدان حشر کی طرف لے جائے گی)

شرح:

حدیث میں قیامت کی دس بڑی نشانیاں اور نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے پہلی علامت دھواں ہے۔ جو مشرق سے مغرب تک مسلسل چالیس دن تک محیط رہے گا۔ جس سے مسلمان تو مصیبت میں پڑ جائیں گے لیکن منافق اور کافر بے حس ہو جائیں گے۔ حضرت حذیفہؓ اور ان کے پیروکاروں کے نزدیک سورۃ الدخان کا تعلق اس دھوئیں سے

ہے۔ جبکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے پیروکاروں کے مطابق اس دھوئیں سے مراد غلے کا قحط ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مکہ میں قریش پر نازل ہوا تھا۔

دوسری نشانی دابۃ الارض سے مراد ایک عجیب الخلقت جانور جو کوہ صفا اور مروہ کے درمیان سے نکلے گا علماء کرام نے اس کی شکل وصورت سے متعلق مختلف تعبیرات بیان کی ہیں۔ اس کے ایک ہاتھ میں عصائے موسیٰ اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور وہ تمام زمین میں تیز رفتاری کے ساتھ پھرے گا۔ مومن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے چھوئے گا اور اس کی پیشانی پر مومن لکھے گا۔

جب کہ کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے کافر لکھے گا لیاقت علی رضوی اپنا موقف یوں بیان کیا ہے کہ بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ اس کا ظہور تین مرتبہ ہوگا۔ ایک دفعہ حضرت مہدی کے زمانہ میں ہوگا، دوسری مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا اور تیسری مرتبہ سورج کے مغرب کی جانب طلوع ہونے کے بعد اس کا ظہور ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول امام مہدی کے ظہور کے بعد ہوگا وہ شام کے وقت آسماں سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید منارہ پر ان کا نزول ہوگا اور مقام لد پر دجال کو قتل کریں گے۔[27]

ان نشانیوں کے بارے میں مولف تفصیلا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یاجوج ماجوج دراصل دو قبیلے تھے۔ جو بہت طاقتور مگر وحشی تھے۔ ان کا مشغلہ لوٹ مار اور زمین میں فساد پھیلانا تھا۔ یہ قبائل جس گھاٹی میں رہائش پزیر تھے اس کو ذوالقرنین بادشاہ نے اس گھاٹی کے دونوں اطراف ایسی دیوار تعمیر کروائی جس کی بلندی پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچتی تھی تاکہ لوگ ان کی ظلم وستم سے محفوظ رہ سکیں۔ جب قیامت آنے کا وقت قریب ہوگا تو یہ دیوار ٹوٹ جائے گی۔ تین خسوفات کا جو تذکرہ فرمایا ہے۔ عذاب الٰہی کے طور پر مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں میں زیر مشاہدہ آیا ہے۔ لیکن یہاں پر جن خسوفات کا تذکرہ ہے احتمال ہے۔ کہ وہ پہلے واقع ہونے والے خسوفات سے زیادہ سخت ہوں گے۔"

بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں "فانها تذهب حتى تسجد تحت العرش" کے الفاظ قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف نہیں ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ " حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ "کیونکہ اس آیت میں بیان اصل مد نظر مراد ہے۔

لیاقت علی رضوی مذید لکھتے ہیں کہ:

"حدیث میں سورج کے غروب ہونے کی جو بات کی گئی ہے اس کی مراد یہ ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے پہنچ کر مستقر ہوتا ہے لیکن اس کی کی حقیقت و کیفیت کیا ہے تو انسانی علم سے اس کا احاطہ باہر ہے۔ اس کا زیادہ واضح مفہوم یہ ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے سجدہ ریز ہونے کے بعد اپنے معمول کے مطابق دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے اور اس کو وہ اجازت دی جاتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں بیضاوی نے مستقر کے کئی معنی بیان کئے ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے مستقر ہونے کی اس وضاحت کو قطعاً بیان نہیں کیا جو کے بخاری و مسلم کی حدیث میں بیان ہونے کی وجہ سے زیادہ قابل اعتماد ہے جس سے متعین ہو جاتا ہے کہ "مستقر" سے کیا مراد ہے۔"(28)

حدیث میں مذکورہ نشانیوں کی ترتیب ان کے وقوع پذیر ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہاں اصل ترتیب کا ذکر کرنا مراد ہے۔ بلکہ قرب قیامت کی ان نشانیوں کا ایک جگہ ذکر کرنا ہی اصل مقصد ہے۔

فرات سے سونے کا ظاہر ہونا:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"عن ابی هریرة رضی الله عنه، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشك الفرات ان یحسر عن كنز من ذهب، فمن حضره فلایا خذ منه شیئا"(29)

ترجمہ: (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب فرات سونے کے خزانے کو ظاہر کرے گا، جو شخص وہاں موجود ہو وہ اس سے کچھ نہ لے)

شرح:

"اس خزانہ میں سے کچھ نہ لینے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تصادم اور قتل و غارت کی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس خزانے سے کچھ لینا منع ہے کیونکہ یہ خزانہ قدرتی آفات کا سبب بنے گا اور یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں میں سے ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ خزانہ قارون کے خزانے کی طرح مکروہ اور غزوب مال کے حکم میں ہوگا، اس لیے اس خزانے سے فائدہ اٹھانا حرام ہوگا۔"(30)

خروج دجال:

خروج دجال سے متعلق آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"عن ربعی بن حراش، قال: اجتمع حذیفة و ابو مسعود فقال حذیفة لانا بما مع الرجال اعلم منه، ان معه بحراً فانه یسجده ماء، قال ابو مسعود البدری : ہكذا سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول۔۔۔"(31)

شرح:

لیاقت علی رضوی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے اس دجال کے جادو کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ:

"دجال کے ساتھ جو پانی ہو گا وہ جلانے والی آگ ہو گی اور جس چیز کو آگ سمجھیں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا اور شیریں پانی ہو گا۔ جو اس کی تکذیب کرے گا اس کو اپنی آگ میں پھینک دے گا جبکہ حقیقت میں وہ نہایت شیریں اور پسندیدہ پانی ہو گا۔ اس کا پانی عیش و راحت کی وہ چیز ہو گی جس کا بظاہر یا قریبی واسطہ پانی سے ہو گا۔ جس کے ذریعے وہ لوگوں کو اپنی اتباع کی طرف مائل کرے گا۔ اس طرح آگ سے مراد وہ چیز ہے جو ظہور میں تکلیف اور تکلیف کا باعث بنے گی۔ لیکن حقیقت میں اس سے لوگوں کو تکلیف نہیں ہو گی۔ دجال جن چیزوں کو عیش و عشرت کی چیزوں کے طور پر دکھائے گا یا جن چیزوں کو وہ دکھ اور تکلیف کا سبب بنا کر دکھائے گا وہ درحقیقت اس کے برعکس ہوں گی۔"(32)

حاصل یہ ہے کہ وہ یہ تمام چیزیں اپنی شعبدہ بازیوں سے کرے گا۔ یہ تمام خیالی اور طلسماتی فتنہ کا باعث بننے والی چیزیں ہوں گی۔ ان کی حقیقت اس کے برعکس ہو گی۔

اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

خروج دجال سے متعلقہ احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نبی نے اپنی امت کو اس کے فتنے سے ڈرایا ہے۔ لیکن اس کے خروج کا متعین وقت کسی کو معلوم نہیں چونکہ اس کا خروج قیامت کے قرب میں ہو گا اور قیامت کے آنے کا حتمی علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ چنانچہ اس کے خروج کا حتمی علم بھی کسی کو نہیں۔ لیکن احادیث مبارکہ میں اس کے ظاہری خدوخال خصوصاً اس کی آنکھ سے متعلق احادیث موجود ہیں۔ نیز یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کفر کا لفظ نمایاں ہونا ہر صاحب ایمان کو اس کے کفر و فریب سے بچنے میں آسانی فراہم کرے گا۔

قیام الساعۃ:

قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ان عبد الله بن عمر رضی الله عنہما، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة صلاة العشاء في آخر حياته .... ذلك القرن"(33)

ترجمہ: (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دنوں میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا: تمھاری اس کے رات کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ آج سے ٹھیک ایک سو سال کے بعد کوئی شخص باقی نہیں ہو گا۔ جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہے)

شرح:

لیاقت علی رضوی لکھتے ہیں کہ:

"اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قیامت وسطیٰ" کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ نسل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھی اور وہ لوگ جو زمانہ میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو سال کے عرصے کے بعد ختم ہو جائیں گے۔ جائے گا اور کوئی نہیں رہے گا۔ ان لوگوں کے خاتمے کے ساتھ ہی ایک دور کا خاتمہ ہو گا۔ اور ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔ پس پرانی نسل کے خاتمے اور پرانے دور کے بعد اور اس کے بعد نئی نسل اور نئے دور کے آغاز کو قیام المشتبہ کہتے ہیں۔ اس طرح ہر انسان کی موت اس کے لیے صفر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عہد کی نسل کے خاتمے کے ذریعے صحابہ کرام کی زندگی کی مدت بتائی ہے کہ میرے صحابہ مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زندگی گزاری۔ سو برس سے زیادہ طویل اور اگر یوں کہا جائے کہ جو زیادہ درست ہے تو وہ سو سال کا عرصہ جس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کا آغاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قیمتی ارشاد کے زمانے سے ہونا چاہیے۔ تو اس اعتبار سے اکثر غالب کی قید کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔"[34]

جب کسی انسان کی موت واقع ہوتی ہے تو وہ اس کے لئے قیامت صغریٰ ہوتی ہے۔ اور بہت کم انسان سو کا عدد پار کرتے ہیں۔ لہذا اس حدیث میں قیامت کو موت سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔

ایک اور جگہ پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه انالنبی صلی الله علیه وسلم انی لارجو ان لا تعجز أمتی عند ربها ان یؤخرهم نصف یوم قبل لسعد و نصف ذلك الیوم، قال: خمس مائة سنة"[35]

ترجمہ: (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں مجھے یہ امید ہے کہ میری امت اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اس لیے عاجز نہیں ہو گی کہ وہ نصف دن تک اسے مؤخر رکھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا نصف دن کتنا ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا پانچ سو سال کا)

شرح:

لیاقت علی رضوی اس حدیث کی شرح یوں بیان کرتے ہیں:

آدھا دن پانچ سو سال کی مدت کے برابر قرار دیا جو کہ اس آیت کے پیش نظر ہے کہ "وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون" یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دن ہمارے ہزار سال دنوں کے برابر ہوتا ہے۔ اگر وہ دن ہمارے صبح و شام

کے مطابق اگر یہ ہزار سال کے برابر ہے تو اس کا نصف یقیناً پانچ سو سال کے برابر ہو گا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مقام بلند ہے اور اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہے۔ اس بات کا یقین ہونا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو کم از کم پانچ سو سال تک امن وامان میں رکھے گا اور اس امت کو فنا نہیں کرے گا اور اس کے اس دنیا میں موجود ہونے کی مدت کو کم نہیں کرے گا۔ اس محترم ارشاد کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال بعد قیامت نہیں آئے گی اور یہ امت ختم نہیں ہو گی بلکہ یہ مدت گزر جانے کے بعد ختم ہو گی۔ جو اللہ چاہے گا وہی ہو گا۔

جب کہ بعض علماء نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو پانچ سو سال تک سختیوں اور عذابوں سے محفوظ رکھے گا اور ایسی آفات اور تباہی نہیں کرے گا جس سے پوری امت تباہ ہو جائے۔ جب کہ جلال الدین سیوطی نے اپنی بعض کتابوں میں یہ ثابت کیا ہے کہ دنیا میں امت کی بقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد پانچ سو سال سے زیادہ نہیں رہے گی۔(36)

خلاصہ بحث:

قیامت کا آنا متعین ہے اور ان نشانیوں کو دیکھ کر اس کی حقانیت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ زیر نظر شرح میں قرب قیامت کی نشانیوں سے متعلق پر مغز بحث کی گئی ہے۔ اور احادیث کی رُو سے ان علامتوں کا مصداق بھی بیان کیا گیا ہے۔ فتنوں سے متعلق احادیث کا اگر جائزہ لیا جائے تو تمام فتنے اس وقت روئے زمین پر موجود ہیں۔ اور حقیقتاً اگر ہم اپنی عملی زندگی کا مشاہدہ کریں تو ان فتنوں کی لپیٹ میں آچکے ہیں اور ان سے اپنے آپ کو بچانے کی جتنی بھی کوشش کر لیں ان سے بچنا بہت مشکل ہے، اب انتظار ہے تو ان بڑی جنگوں کا اور خروج دجال کا اور ان نشانیوں کا جو کہ ایک مختصر سے وقت میں یکے بعد دیگرے پوری ہو جائیں گی۔ اور وہ وقت کسی وقت بھی آسکتا ہے۔ دنیا اپنے اختتام کو پہنچی ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی ہم تو بس اندازہ ہی لگا سکتے ہیں حقیقی علم تو اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قیامت کے رونما ہوتے ہی اس دنیا کا پردہ چاک ہو جائے گا اور آخرت کی زندگی اپنے تمام احوال کے ساتھ زیر مشاہدہ آجائے گی۔ اور اس وقت کفر اور گناہوں سے توبہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور نہ ہی کسی کا ایمان قبول کرنا معتبر ہو گا۔ کیونکہ ایمان تو وہی معتبر ہوتا ہے جو کہ غیب پر یقین کے ساتھ ہو۔ دنیا اور آخرت کی بھلائی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہے۔ ان دجالی فتنوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے ان تمام برائیوں کو ترک کرنا ہو گا جو اس وقت ہمارے معاشرے میں رواج پا رہی ہیں۔

حوالہ جات

1 ۔ ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت، امام، شرح فقہ اکبر (مترجم وشارح) علامہ ریافت رضوی، شبیر برادرز، لاہور 2017، ص:41-48

2 ۔ ابن منظور، لسان العرب، ج:۱۱، ص:۳۶۲

3 ۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن (ترجمہ: مولانا محمد عبدہ فیروز پوری) ج:۲، ص:۸۸۱

4 ۔ الواقعۃ(۵۶)۱

5 ۔ القارعۃ(۱۰۱)۳۔۱

6 ۔ النازعات(۷۹)۳۴

7 ۔ الحاقۃ(۶۹)۳۔۱

8 ۔ بنی اسرائیل(۱۷)۵۱

9 ۔ الاعراف(۷)۱۸۷

10 ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ: بعثت انا و الساعۃ کھاتین، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، ۲۰۱۸، حدیث نمبر: ۶۵۰۳

11 ۔ مسلم، حجاج بن قشیری، امام، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب قرب الساعۃ، مکتبہ لدھیانوی کراچی، ۲۰۱۸، حدیث نمبر: ۲۹۵۳

12 ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4252

13 ۔ الاحزاب(۳۳)۴۰

14 ۔ مسلم، حجاج بن قشیری، امام، صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب قرب الساعۃ، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، 2951، 2018

15 ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، 4255

16 ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:577

17 ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:578

18 ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، باب فی کف اللسان، 4264

19 ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:585

20 ۔ ایضاً

[21] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب فی امارات الملاحم، 4294

[22] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:608

[23] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، باب فی النہی عن تھییج الترک والحبشۃ، 4302

[24] ۔ التوبہ (9) ۳۶

[25] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:616

[26] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، باب امارات الساعہ، 4311

[27] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:618

[28] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:623

[29] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، باب حسر الفرات، عن کنز، 4313

[30] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:623

[31] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داود، باب خروج الدجال، ۴۳۱۵

[32] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داود، ص:۶۲۸

[33] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، باب قیام الساعہ، 4348

[34] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:660

[35] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، مولانا، سنن ابی داؤد، 4350

[36] ۔ رضوی، لیاقت، علامہ، شرح سنن ابی داؤد، ص:661